بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No D 67

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸ | شمارہ ۱۰

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
خورشید احمد انور

محمد کے وقت تو زدیک رسید
مہت محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۴ رامان ـ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۶ر تبلیغ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۴ر تبلیغ ـ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے جملہ اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ خود محترم صاحبزادہ صاحب کی طبیعت چند روز بعارضہ بخار علیل رہی۔ آج بخار سے تو افاقہ ہے مگر کمزوری باقی ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور سب کو بڑھ چڑھ کر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

● ـــ ہفتہ زیر اشاعت قادیان میں عید الاضحی کی تقریب مسنون طریق پر منائی گئی۔ اور عید کے تینوں روز مجموعی طور پر ۶۰ قربانیاں ذبح کی گئیں۔ کچھ مقامی احباب کی طرف سے قربانیاں کی گئیں اور باقی بیرونجات کے احباب کی خواہش کی تعمیل میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

۱۷ر ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ | ۶ر امان ۱۳۴۸ ہش | ۶ر مارچ ۱۹۶۹ء

جاپانی عوام میں روحانی تشنگی کا احساس اور مذہبی بیداری کے آثار

مشرقِ بعید میں تبلیغی امکانات کا ایک جائزہ

(تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء)

(قسط نمبر ۲)

کنفیوشیزم نے جاپان میں اخلاقی اقدار کا احساس پیدا کیا۔ اس لئے یہ دونوں تصادم کی بجائے ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ بدھ ازم جو جاپان میں پہنچا وہ قدرے اس بدھ ازم سے مختلف تھا جو بھارت میں پایا جاتا تھا۔ اس میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش شروع ہو چکی تھی۔ شنٹو ازم میں پہلے ہی سے ۸۰ لاکھ دیوی دیوتا بھی اس میں شامل ہو گئے۔ جس طرح پہلے بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ دونوں کے دیوی دیوتاؤں میں اس طرح رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ شنٹو ازم کے تمام دیوی دیوتا بدھ ازم کے دیوی دیوتاؤں کے نمائندہ بن گئے۔ چھٹی صدی میں جب بدھ ازم جاپان میں داخل ہوا اس وقت اس علاقہ کے تمام جزائر (جو ۴۲۰۰ کے لگ بھگ تھے) کی کل آبادی آج کے نیویارک سے بھی کم تھی۔ لیکن پھر یہ لوگ جلدی جلدی بڑھنے لگے اور اب جاپان میں ساڑھے آٹھ کروڑ کے قریب لوگ بستے ہیں۔ یہ سب کے سب کنفیوشیزم۔ بدھ ازم اور شنٹو ازم سے متاثر یا ان کے پیرو کار ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ان میں تین خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سب لوگ مناظرِ قدرت کے بہت دلدادہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ انہیں فنون سے محبت ہے اور تیسرے یہ کہ تحصیلِ علم کے بہت ہی شائق ہیں۔

اگر تینوں خصوصیات میں سے کسی ایک بڑی خصوصیت کا انتخاب کرنا ہو تو بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ انہیں تحصیلِ علم کا سب سے زیادہ شوق ہے۔ اور تحصیلِ علم کا شوق انہیں کنفیوشیزم سے ملا ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جاپانی لوگ ہر وقت اور ہر موقع فرصت پر پڑھنے پڑھانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ بس سٹینڈ ہوں یا ریلوے پلیٹ فارم آپ کو نظر آئے گا کہ سواری کا انتظار کرنے والے کچھ نہ کچھ مطالعہ کر رہے ہوں گے۔

کنفیوشس کے متعلق اس بات کا ذکر یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ان کا اصل نام چیو کونگ (CHIU KUNG) تھا۔ لیکن جب ان کے علم وفضل کی دھاک بیٹھ گئی اور لوگ ان کی شاگردی کو باعثِ فخر سمجھنے لگے تو وہ KUNG FU-TZE کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس نام کے معنی ہیں ملاسفر کنگ اور اس کا بدلا ہوا تلفظ کنفیوشس ہے۔

ماہرین مذاہب کا مطالعہ کرنے والوں کا خیال ہے کہ ہر جاپانی کو شنٹو ازم سے محبت ہے۔ کیونکہ یہ ان کا سب سے پرانا اور مقامی مذہب ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ پیرو شنٹو ازم کے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اثر کنفیوشیزم کا ہے۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک شنٹو ازم کے منتری تجہیز وتکفین میں حصہ نہ لیتے تھے۔ جونہی کوئی شخص مرتا تھا اُسے بدھ مت کے پیروؤں کے حوالہ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن اب حالات بدل چکے ہیں۔ اور شنٹو ازم کے پیرو کاروں کی تجہیز وتکفین میں ان کے اپنے لوگ بھی حصہ لینے لگے ہیں۔ جہاں تک شادی بیاہ کا تعلق ہے نہ شنٹو ازم میں اس کے لئے کوئی مذہبی رسوم تھیں اور نہ بدھ مت میں۔ لیکن اب شنٹو کے مندروں میں شادی کرانا فیشن میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اور زیادہ تر حب الوطنی کے جذبات اس کا باعث ہیں۔

پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی اپنی کتاب "FROM WEST TO EAST" میں لکھتے ہیں:ـ

"آج سے ایک سو سال قبل جب جاپانی رہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ باقی دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی پالیسی کو خیر باد کہہ دینا چاہیئے اور مغربی تہذیب کے تمام پہلوؤں کو بغیر کسی تخصیص کے اپنا لینے میں ہی فائدہ ہے۔ تو اس وقت بھی جاپانی اپنی روایتی روحانی اقدار کو ترک نہ کر سکے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوا کہ وہ اپنے مشرکانہ مذہب یعنی شنٹو ازم اور بدھ ازم اور کنفیوشیزم کو کیا کرے۔ چنانچہ اس سوال کو حل کرنے کے لئے انہوں نے شنٹو ازم کی مذہبی رسوم اور کنفیوشیزم کی اخلاقی تعلیم کو ایک دوسرے میں ضم کر کے ایک نیا ضابطۂ حیات تیار کر لیا۔ اس ضابطۂ حیات میں بھی مرکزی نقطہ شہنشاہ کی پرستش تھی۔ پرانے زمانہ کی کہانیوں کو جن میں یہ بتایا جاتا تھا کہ جاپان دیوتاؤں کا ملک ہے اور یہ کہ اس پر کبھی کوئی قوم حملہ آور نہیں ہو سکتی۔ اور کبھی نہ کبھی وہ دن ضرور آئے گا۔ کہ جاپان باقی ساری دنیا پر حکومت کرے گا۔ ان تمام باتوں کو حکومتی عقیدہ کی حیثیت دے دی گئی۔ ۱۹۳۰ سے ۱۹۴۰ تک کے زمانہ میں جاپانی فوجیوں کو یہ عقیدہ بڑا پسند تھا۔ اور پرل ہاربر پر حملہ کر کے ایک دو سال بعد تک پرانے زمانہ کی تمام کہانیاں درست ثابت ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔ لیکن اس فوجی فتح کا انتہائی شکست میں تبدیل ہو جانا جاپانیوں کے لئے ایک ایسا دھکا ثابت ہوا کہ جو موجودہ زمانہ میں کسی اور قوم کو نہیں لگا۔ حقائق نے پرانی کہانیوں کی تردید کر دی جاپان کی طاقت نے اپنے سے ایک بڑی طاقت سے ٹکر لے لی تھی اور اس کے نتیجہ میں جاپان اپنی طاقت

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ "بدر" قادیان
مورخہ ۶ر امان ۱۳۴۸ ہش

عید الاضحیٰ ــــــ اور ــــــ تربیتِ اولاد

عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب ۱۰ر ذی الحجہ کو قادیان میں بھی مسنون طریق پر منائی گئی۔ ۹ بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصےٰ میں پہلے عید کا دوگانہ پڑھایا، بعدہٗ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہٗ کا ۱۹۱۳ء میں بیان فرمودہ عید الاضحیہ کا خطبہ سُنایا جس میں سورت کوثر کی لطیف تفسیر کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا دلنشین انداز میں ذکر ہے۔ اور متعلقہ تفصیلات پر مدلل رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں اجتماعی دعا ہوئی، احباب نے ایکدوسرے کو عید مبارک کہی اور مصافحہ و معانقہ کے ساتھ اپنی خوشی کا اظہار کیا ــــــ بعدہٗ سُنّتِ نبوی کی اقتداء میں صاحب توفیق احباب نے قربانیاں دیں اور بیرونجات کے جن دوستوں کی طرف سے قربانی کے جانور قادیان میں ذبح کئے جانے کی خواہش تھی اُسے لوکل انتظام کے تحت پورا کیا گیا۔ فَالحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

تاریخی نقطۂ نگاہ سے عید الاضحیٰ کے اسلامی تہوار کے ساتھ تین مقدس ہستیوں کا بڑا ہی گہرا تعلق ہے۔ یعنی ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام آپ کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ مجموعی طور پر ان تینوں کا عید الاضحیٰ کے ساتھ اسی طرح کا قریبی تعلق ہے جس طرح ایک مثلث کے لئے تین اضلاع۔ تینوں بزرگوں میں سے ہر ایک کا اس میں برابر کا حصہ ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ کس کا زیادہ اور کس کا کم ہے۔ پھر اُن میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پارٹ کو جس طور پر ادا کیا وہ اپنی اپنی جگہ مثالی نوعیت کا ہے ــــــ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (الصّٰفّٰت آیت) قرآن کریم میں اس واقعہ کے نقطۂ مرکزی کو وفدیناہ بذبح عظیم کے جامع الفاظ کے ساتھ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ باپ ماں اور بیٹے کی طرف سے اپنے اپنے دائرہ عمل کے اعتبار سے بارگاہِ الٰہی میں تسلیم و رضا کی جو تعمیل تھی، جس طرح بے نظیر اور بے مثال تھی، اسی طرح قدر دان خدا نے عملی طور پر بھی اُسے ذبحِ عظیم بنا کر دکھا دیا۔

اور وہ اس طرح کہ تسلیم و رضا کا یہ نمونہ نہ صرف یہ کہ حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ، حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے ایک ہی وقت میں پیش کیا بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم کے نتیجہ میں تسلیم و رضا کے اس درخت کو سدا بہار بنا دیا ــــــ اور اُمّتِ محمّدیہ کے دل میں اس یادگار کو زندہ اور پائندہ رکھنے کی عجیب رُوح پیدا کر دی کہ ہر سال اس مبارک دن کی یاد میں ہزاروں اور لاکھوں جانور اسی جذبہ کے تحت ذبح کئے جاتے ہیں ــــــ

اسلامی فلسفہ کے تحت جانور کے ذبیحہ کے ساتھ بیک وقت قربانی دینے والے کی اپنی رُوح بھی آستانۂ الٰہی پر قربان ہو رہی ہوتی ہے ــــــ یہی وہ حقیقی رُوح ہے جس پر اسلام نے بڑا زور دیا ہے ــــــ اور فرمایا کہ لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم ــــــ عید الاضحیٰ کے موقع پر کسی بھی جانور کی قربانی ذبح کرتے وقت اگر قربانی دینے والے کے دل میں تقویٰ کی یہ رُوح نہیں تو اس کی قربانی کسی قیمت کی نہیں ــــــ!!

اب آئیے ان تینوں مقدس وجودوں میں تسلیم و رضا کی اِس بات کا کسی قدر تجزیہ کریں کہ اُن سے ایسی بڑی قربانی کیسے ممکن ہوئی؟

جیسا کہ اُوپر بیان ہوا، اس بے نظیر عملی قربانی میں باپ، ماں اور بیٹے نے برابر کا حصہ لیا۔ اور یہ بات اسی صورت میں ممکن ہوئی جب باپ نے باپ ہونے کے لحاظ سے اور ماں نے ماں ہونے کے لحاظ سے اپنے پیارے بچے کی اس طور پر تربیت کی کہ جب موقعہ آیا تو بیٹے نے بالکل وہی پارٹ ادا کیا جس طرح قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانور کو لوگ اپنے گھروں میں محبت و پیار سے پرورش کرتے ہیں اور جب ذی الحجہ کی ۱۰-۱۱-۱۲ر ویں تاریخ میں سے جس دن قربانی کر دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو جانور بلا چون چرا اپنی گردن پیش کر دیتا ہے!!

بھائیو! یہ سب باپ اور ماں کی اعلیٰ اور مثالی تربیت کا نتیجہ تھا۔ ذرا تصوّر تو کریں اُس واقعہ کا جب ایک رؤیا کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور اس بارہ میں لختِ جگر کا عندیہ معلوم کرنے کی غرض سے فرماتے ہیں:-

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ــ؟

اگرچہ یہ سوال بادی النظر میں بیٹے سے کیا گیا ہے اور جواب بھی بیٹے ہی نے دیا تھا، مگر عجیب بات ہے کہ بیٹے کے جواب سے پاس یا فیل ہونے کے لحاظ سے تینوں کا نتیجہ نکلنے والا تھا!!

سعادت مند بیٹے نے دریافت کردہ سوال کے جواب میں بلا توقف کہا:-

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔

اور یہ جواب بیک وقت تینوں کے سو فیصد کامیاب ہو جانے کے نتیجہ کا اعلان تھا ــــــ!!

پس یہ واقعہ کوئی معمولی نہیں۔ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانیاں دینے کا حکم دے کر ہر مخلص مسلمان باپ کو اور ہر مخلصہ ماں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت اسی طور پر کریں اور بلاشبہ ایسے ہی والدین دُنیا میں ایسے عظیم رُوحانی انقلاب لانے میں حصہ دار بنتے ہیں جس کا نمونہ ان مقدس ہستیوں کی زندگی میں ملتا ہے۔ ہر سال جو عید الاضحیٰ آتی ہے درحقیقت وہ ہر مسلمان باپ اور ہر مسلمان ماں کو یہی سبق یاد دلانے آتی ہے۔ اور پھر یہ سبق ایسا نہیں کہ قربانی کے چند روز ہی اُسے مستحضر کر لیا جائے بلکہ جب تک اولاد کی اعلیٰ تربیت کے لئے مسلسل جدّ و جہد اور پوری بیدار مغزی سے سعی نہ کی جائے کوئی شخص بھی نہ اپنے تئیں ابراہیم علیہ السلام، نہ اپنی بیوی کو حضرت ہاجرہؓ اور نہ اپنے بچوں کو اسمٰعیل علیہ السلام کے رنگ میں رنگین کر سکتا ہے۔

اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ دُنیا میں اصل خدمت حاکم بن کر نہیں ہو سکتی بلکہ سچی خدمت ایثار اور قربانی ہی کے نتیجہ میں ممکن ہے۔ اسی لئے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید القوم خادمهم خدمت قربانی چاہتی ہے اور قربانی کے بغیر حقیقی خدمت ممکن نہیں۔

یُوں تو ہر ماں باپ ہی اپنے بچے کو اپنے جگر کا ٹکڑا اور آنکھ کی پتلی کہتے ہیں اور اپنی اولاد کے آرام و راحت کے لئے تمام تر ممکن ذرائع اور وسائل کو عمل میں لاتے ہیں۔ مگر اعلیٰ تربیت سے بڑھ کر اور کوئی کار آمد دولت نہیں۔ اور پھر سارے معاشرے کے لئے بھی اولاد کی تربیت۔ اس کی دیکھ ریکھ اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح ایک دانشمند کسان بیج کی حفاظت اور نگہداشت کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میری آئندہ زراعتی زندگی اور بقا کے لئے یہ ایک قیمتی سرمایہ ہے ــــــ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا دانشمند کسان تو اناج کے چند پودے حاصل کرنے کے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں

ایک توحید و محبّت و اطاعتِ باری دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبّت و اطاعتِ باری عزّ اسمہٗ۔ دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو۔ ظالم نہ بنو۔ پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ کوئی بھی محبت کے لائق نہیں۔ کوئی بھی توکل کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیّومیت و ربوبیّتِ خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے۔ اِسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیّت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس میں ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حُسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔ بعد اس کے اِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلّف اور تصنّع دُور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۳۲ و ۸۳۳)

خطبہ جمعہ

نیکی تقویٰ اور قربِ الٰہی کی سب راہیں قرآنِ عظیم سے ہی وابستہ ہیں

مگر ان راہوں پر چلنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی

قرآنِ کریم نے مسلمانوں کو جو عظیم بشارتیں دی ہیں خدا کرے کہ وہ ہمیشہ ہمیں حاصل رہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ ر فتح ۱۳۴۷ ہش بر موقع جلسہ سالانہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجۂ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ
(النحل آیت ۹۰)

اس کے بعد فرمایا:-
کل سے انفلوائنزا کا اثر نمایاں ہو رہا ہے۔ سر درد بھی ہے اور حرارت بھی۔ اور انفلوائنزا کی دوسری علامات بھی بڑھ رہی ہیں۔ لیکن گلا جو کل بالکل بیٹھ گیا تھا وہ نسبتاً بہتر ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

اس وقت میں مختصراً اپنے بھائیوں کو اس آیت کے مضمون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

قرآنِ عظیم نیکی، تقویٰ اور قرب کی سب راہوں

کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ جس شخص نے اپنی سب استعدادوں کی کامل تربیت کرنی ہو اور اپنی استعداد کے دائرہ کے اندر زیادہ سے زیادہ قربِ الٰہی کو پانا ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کی ہدایات پر عمل کرے۔

دوسری بات

اللہ تعالےٰ نے اس آیۂ کریمہ میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ہدایت کے اصول اور ان اصول کی فروع اور شاخوں کے صحیح علم کا حصول رحمتِ باری پر موقوف ہے اگرچہ قرآن کریم نے ہدایت کی سب راہوں کو منوّر کیا ہے لیکن اس نور کو دیکھنے کی آنکھ رحمتِ باری کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

تیسری بات

اس آیۂ کریمہ میں ہمیں یہ بتائی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے سامان پیدا ہو جائیں کہ تم قرآنِ کریم کی بتائی ہوئی روشن اور منور راہوں کو سمجھنے لگو تو پھر ایک اور چیز کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ کہ ان راہوں پر چلنے کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر نہیں ملتی۔ اور اللہ تعالےٰ نے

چوتھی بات

اس آیۂ کریمہ میں ہمیں یہ بتائی ہے کہ رحمت کے حصول کے ذرائع بھی قرآنِ کریم نے ہی ہمیں بتائے ہیں۔ ان ذرائع کے حصول کے لئے قرآن کریم کی طرف توجہ کرو۔ اور قرآنی تعلیم کے مطابق عمل کرو اور جیسا کہ قرآنِ کریم نے کہا ہے

دعاؤں میں لگے رہو

اور خود کو نیستِ محض سمجھو۔ اور سب نور اور سب رحمت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانو اور اس سے دعاء کرتے رہو کہ وہ ہمارا پیارا عزّ اسمہٗ تمہیں ان راہوں کو سمجھنے اور ان کے جاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب اس

رحمت کا نزول

انسان پر ہو جاتا ہے تو اس کو اس کی خوشیاں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کی وہ جنت مل جاتی ہے کہ جس کی قیمت کا تصور بھی ہمارے دماغ نہیں کرسکتے

قرآنِ کریم نے یہ سب باتیں بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کے لئے عظیم بشارت کا پیغام دیا ہے قرآن کریم کی اس

عظیم بشارت کا پیغام

آج میں اپنے بھائیوں کو پہنچاتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ ایک مسلمان کو جو بشارتیں ربِ رحیم نے دی ہیں وہ

ہمیشہ ہی

ہم احمدیوں کو ملتی رہیں ؏

(الفضل ۵ ر تبلیغ ۱۳۴۸ ہش)

منظوم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محاسنِ قرآنِ کریم

ہے شکرِ ربِّ عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا

خطبہ جمعہ

ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرض عاید کیا ہے

ہم اس کی محبت میں فنا ہو کر ایک نئی زندگی حاصل کریں اور اُس کی مخلوق کی خدمت میں لگ جائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۱ر صلح ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے جس کا

سیاست سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے

اس حیثیت میں ہمارا پہلا اور آخری تعلق اپنے ربّ سے ہے۔ غیر اللہ سے ہمارا جو بھی تعلق ہے وہ بالواسطہ ہے۔ یعنی غیر اللہ سے سب تعلقات اللہ تعالیٰ کی وساطت سے اس کے حکم اور منشاء سے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ہیں۔ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اور اس کی ساری زندگی کی جدوجہد کی غرض اور مقصد اپنے اللہ سے ایک زندہ اور مضبوط تعلق قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط روحانی تعلق قائم کرنے کی جو راہ اسلام نے ہمیں سکھائی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اسلام اور دعائے فاتحہ ہے

اسلام کے معنے ہیں

کہ انسان اپنی سب خواہشات اور اپنے سب ارادوں اور تمام مرضیوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کردے۔ اس کا اپنا کچھ نہ رہے جس طرح انسان کی چھری کے سامنے بکرا اپنی گردن کو رکھ دیتا ہے اسی طرح انسان اللہ کی رضا کی چھری کے سامنے اپنے وجود کو رکھ دے اور اس رنگ میں اپنے پر موت وارد کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ کی طرف سے اسے ایک نئی زندگی عطا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ اسلام حقیقتاً اس آگ کا نام ہے کہ جو دوطرفہ ہوتی ہے ایک طرف انسان کے دل میں اپنے رب کے لئے محبت کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے اور دوسری طرف انسان کے دل کی محبّت اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرتی ہے۔ اور اس دوطرفہ شعلہ کے نتیجہ میں اللہ کی عظمت اور جلال کے جلوہ کے بعد انسان کا اپنا کچھ باقی نہیں رہتا۔ سب کچھ اللہ کا ہو جاتا ہے اور جب محبت کا یہ مقام انسان کو حاصل ہو جائے تب وہ اپنی پہلی زندگی تو ختم کر چکا پھر اللہ کی طرف سے اسے

ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے

اور یہ نئی عطا یہ نئی زندگی ایسی ہے جس کا ہر سانس خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہے جس کا ہر جذبہ جس کی ہر خواہش، جس کی ہر لذت خدا کے لئے اور خدا سے ہے۔ کوئی چیز اس کی اپنی باقی نہیں رہتی۔ اس دنیا میں جو عام قانون چل رہا ہے اس کے مطابق مسلمان بھی، ہندو بھی، سکھ بھی، عیسائی بھی، دہریہ بھی، بد مذہب بھی، خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے والے بھی ایک نئی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ زندگی تو ختم ہو گئی۔ لیکن ایک مسلمان کو ایک نئی زندگی ملتی ہے اور یہ زندگی اسے ایک موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہ

خدا کے لئے ایک موت

قبول کرتا اور خدا کی عطا سے ایک نئی زندگی کو پاتا ہے۔ اس نئی زندگی میں اس کے تمام خیالات، اس کے تمام رجحانات، اس کے تمام جذبات، اس کے تمام تعلقات ایک نیا رنگ رکھتے اور اللہ کی روشنی سے منور اور اس کی محبت سے اصلاح یافتہ ہوتے ہیں۔ اور نئی زندگی میں جو تعلقات غیر اللہ سے ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایک نیا رنگ رکھتے ہیں دنیا کے لئے دنیا سے تعلق نہیں رکھا جاتا خدا کے لئے خدا کی مخلوق سے تعلق پیدا کیا جاتا ہے اور یہ محبت کا مقام انسان کو یہ سبق دیتا ہے، کامل اطاعت کے بعد انسان یہ جانتا ہے کہ میں یہ دوسری زندگی حاصل نہیں کر سکتا نہ اس زندگی کو قائم رکھ سکتا ہوں جب تک کہ مجھے دعا کا سہارا حاصل نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ کی شکل میں

انسان کو ایک کامل دعا سکھائی ہے

جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "دعائے فاتحہ" نام رکھا ہے پس کامل اطاعت کے ساتھ کامل دعا کا ہونا ضروری ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر کامل فیوض جاری ہوتے ہیں اس کامل دعا میں ہمیں جو سکھایا گیا ہے وہ اتنا گہرا اور اتنا وسیع ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر غیر مذاہب کو یہ چیلنج دیا کہ وہ اپنی تمام کتب سماوی میں سے وہ مضمون نکال کے دکھا دیں جو اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم کے شروع میں

سورۃ فاتحہ کی سات آیات میں بیان کیا ہے۔ تو اس میں بڑی گہرائی بڑی وسعت ہے۔ اس کے سینکڑوں معنے ہو چکے ہیں اور جب تک دنیا قائم ہے سینکڑوں ہزاروں معنے ہوتے رہیں گے یہ دعا اپنی کامل حیثیت میں قائم ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ اس وقت میں اس تفصیل میں تو نہیں جانا چاہتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی پھر کسی وقت اس نقطۂ نگاہ اس زاویہ سے دوستوں کے سامنے سورۃ فاتحہ کی تفسیر رکھوں گا۔

اس وقت میں صرف مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

ہماری جماعت کے قیام کا اصل مقصد

یہ ہے کہ سچے مسلمانوں کا ایک گروہ پیدا ہو جائے جن کی زندگی پر ایک موت وارد ہو اور وہ دنیا سے کلی طور پر منقطع ہو جائیں۔ اور ان کا دنیا سے کوئی واسطہ نہ رہے اور ایک کامل دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کچھ اس طرح جذب کریں کہ انہیں ایک نئی زندگی ملے جو پہلی سے مختلف، جو پہلی سے کہیں زیادہ حسین، جو پہلی سے بہت زیادہ دنیا کی خدمت گزار زندگی ہو

موجودہ حالات تقاضا کرتے ہیں

کہ ہم جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے خدا سے ایک نئی زندگی پائی اور خدا کی رضا کے حصول کے لئے بنی نوع انسان اور خدا کی دوسری مخلوق کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم جو سیاسی جماعت نہیں لیکن روحانی جماعت ہونے کی حیثیت میں روحانی طور پر اپنے بھائیوں کی خدمت کر سکتی ہے اور ہمیں کرنی چاہیئے اور وہ خدمت دعا کے ذریعہ ہے میں ان دنوں خاص طور پر جماعت سے خواہش رکھتا ہوں اور اس کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہر فتنہ اور شر سے محفوظ رکھے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرض عاید کیا ہے کہ ہم اس کی محبت میں فنا ہو کر اس کی مخلوق کی خدمت میں لگے رہیں اور ہمارے نزدیک خدا کی مخلوق کی جو بہترین خدمت کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے لئے ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنہ اور شر سے اور تباہی سے اور انتشار سے محفوظ رکھے اور سب کو توفیق دے کہ وہ دینی اور دنیوی لحاظ سے ترقی پر ترقی کرتے چلے جائیں

پس ہم اپنے بھائیوں کی دعا سے مدد کر سکتے ہیں اور اس میں ہمیں تحمل حسنت ہمیں کھانی چاہیئے بلکہ اپنے لئے بھی اس زمانہ میں دعائیں چھوڑ دو اللہ تعالیٰ تمہاری ضرورتیں خود پوری کریگا اور اپنے بھائیوں کے لئے ہر وقت دعائیں لگے رہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کو نازل کرے جو سب کی حفاظت کریں اور ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیں جن حالات کے نتیجہ میں امت مسلمہ میں ضعف پیدا ہونے کا اندیشہ ہے

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا

دوست میرے لئے بھی دعا کریں

جلسہ کے ایام سے انفلوئنزا کا ہلکا اثر چلا آ رہا ہے شاید ہلکے اثر ہونے کی وجہ سے لمبا اثر ہو گیا ہے کبھی ہلکی حرارت ہوتی رہی ہے کبھی گلے میں زیادہ تکلیف کبھی نسبتاً آرام۔ بہرحال اگرچہ کل سے کچھ افاقہ محسوس کرتا ہوں لیکن پوری طرح اثر ابھی دور نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور بیماری کو دور کرے تاکہ ان ضروری فرائض میں

دعا بھی ایک بڑا فرض ہے

ان ضروری فرائض کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے

قسط نمبر ۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض اہم پیشگوئیاں

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

زارِ روس

اس پیشگوئی کا سب سے لرزہ خیز اور عبرتناک پہلو زارِ روس کے متعلق تھا۔ کہ اس کی حالت زار ہوگی جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت کے حالات اس کے الفاظ کے پورا ہونے کے یکسر مخالف تھے لیکن ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چنانچہ ۱۲ر مارچ ۱۹۱۷ء کی صبح سے شام تک ایک ہی دن میں اتنا بڑا انقلاب ہوگیا کہ دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو زار کہتا تھا یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا۔ وہ حکومت سے بے دخل ہوکر اپنی رعایا کے ماتحت ہوگیا اور پندرہ مارچ کو مجبوراً اسے یہ تحریر دینی پڑی کہ وہ اور اس کی اولاد تختِ روس سے دستبردار ہوتی ہے اور یوں زاروں کے خاندان کی حکومت نے ہمیشہ کے لئے دم توڑ دیا لیکن پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق ابھی اس کا عبرتناک انجام باقی تھا۔ چنانچہ نہ صرف یہ کہ اس کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں بلکہ جب ۷ر نومبر کو بولشویک پارٹی نے اقتدار حاصل کر لیا۔ تو زار کی وہ خطرناک حالت شروع ہوئی جسے سن کر ایک سنگدل سے سنگدل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔ ذہنی اذیتوں کے علاوہ سوویٹ نے اس کے کھانے پینے میں بھی تنگی شروع کر دی اس کے بیمار بچے کو اس کے اور اس کی بیوی کے سامنے بے دردی سے مارا جاتا تھا۔ تکلیف دہی کے نت نئے طریقے ایجاد کئے جاتے تھے۔ آخر ایک دن زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی جبراً عصمت دری کی گئی۔ اور جب زارینہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتی تو اسے سنگینیں مار مار کر ادھر دیکھنے پر مجبور کیا جاتا۔ اس قسم کی بے شمار اذیتیں سہتا ہوا زارِ روس ۱۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کو مع اپنے خاندان کے بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا اور خدا کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ ؎

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

دوسری جنگِ عظیم

پھر اسی پیشگوئی کے مطابق دوسری جنگِ عظیم (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں بھی دنیا نے قیامت کا نظارہ دیکھا جس کی انتہائی بھیانک اور عبرتناک مثال موجودہ دور میں اٹامک بم Atomic Bomb پیش کرتا ہے۔ جزائر کے رہنے والے خصوصاً انگلستان اور جاپان پر بموں اور ایٹم بموں سے جو تباہی برپا ہوئی بیان سے باہر ہے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی دونوں شہروں کے نام تباہی کی انتہا کے لئے آج ایک محاورہ بن گئے ہیں۔ اس جنگ کی بربادی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ساڑھے چار کروڑ نفوس اس جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے جو ہندوستان کے اوسط درجہ کے تقریباً دو صوبوں کی مجموعی آبادی کے برابر ہے اور یہ کم از کم اندازہ ہے۔ الغرض دوسری جنگِ عظیم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے اور آپ کی یہ پیشگوئی نہایت واضح طور پر پوری ہوئی کہ :-

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ . . . . مگر خدا کا غضب بھی دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی)

حضرات! یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی بتلایا ہے کہ

"وہ چمک دکھلاوے گا اپنے نشاں کی پنج بار"

پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں دنیا نے دو جھلکیں دیکھ لی ہیں اور اب دنیا ایک اور تباہی کے کنارے کھڑی ہے اور کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ اس کے قدم کس جانب اٹھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو وقت پر سمجھ جاتے ہیں اور خدا سے لڑنے کی بجائے اس کے قدموں میں گر پڑتے ہیں کیونکہ ایسے ہی لوگ خدا کی رحمتوں کے وارث ہوتے ہیں۔

جنگِ روس اور جاپان

سامعین کرام! آئیے اب میں آپ کی توجہ حضور کی ایک اور اہم پیشگوئی کی طرف مبذول کراؤں جس کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۸۹۴ء میں چین اور جاپان کی جنگ کے بعد ایک طرف روس جرمنی اور فرانس کی مداخلت نے جاپان کو کوریا پر قبضہ جمانے سے محروم کر دیا تھا تو دوسری طرف مانچوریا اور جزیرہ لیاؤ تونگ پر قابض ہو جانے کے بعد روس اس بات کا متمنی تھا کہ کوریا میں بھی نفوذ حاصل کرے لیکن جاپان اس کے خلاف تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر جاپان کے شہنشاہ میکاڈو نے ۸ر فروری ۱۹۰۴ء کو روس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ ابھی یہ جنگ شروع ہی ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدا تعالےٰ کا کلام اس طرح پر نازل ہوا :-

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔" (الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

اس الہام سے صاف طور پر معلوم ہوتا تھا کہ روس و جاپان کی جنگ میں جاپان کو اس قدر عظیم الشان فتح حاصل ہوگی کہ کوریا پر قبضہ کرنے کی اپنی خواہش کو وہ پورا کر سکے گا۔ اور وہ دنیا کی طاقتوں میں شمار ہونے لگے گا۔ اور پھر یہ کہ کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی۔

جس وقت یہ الہام شائع ہوا ہے۔ اس وقت بڑے بڑے سیاستدان بھی ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتے تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ روس اپنے بے شمار ذرائع کو استعمال کر کے جاپان کو پیس ڈالے گا۔ لیکن بعد کے واقعات نے اس کلامِ الٰہی کی صداقت کا اس رنگ میں ثبوت دیا کہ اس جنگ میں روس کو پے در پے شکستیں ہوئیں اور جاپان کا کوریا پر مکمل قبضہ ہوگیا۔ اور جاپان دنیا میں "مشرقی طاقت" شمار ہونے لگا۔ مگر اس الہام میں ایک اور واقعہ کی بھی خبر دی گئی تھی۔ اور وہ تھی

"کوریا کی نازک حالت"

اور اس نازک حالت کا تعلق مشرقی طاقت سے تھا۔ چنانچہ یہ بھی عین پیشگوئی کے مطابق یوں ظہور پذیر ہوا کہ کوریا نے جاپان کے اس تسلط کو سختی سے ناپسند کیا اور اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا جس کے نتیجہ میں ایک خطرناک فتنہ و فساد وہاں برپا ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ کوریا بحیثیت ایک مستقل ریاست کے نابود ہوگیا۔ اور یہ انعدام اسی مشرقی طاقت کے ذریعہ وقوع میں آیا جس نے کوریا کو اپنے اندر لے لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا دوسرا ظہور ۱۹۵۰ء میں بھی ہوا جب کہ جاپان مشرقی طاقت کی حیثیت سے ختم ہوگیا۔ اور کمیونزم کا علمبردار روس جو کبھی مغربی طاقت قرار دیا جاتا تھا۔ ایک زبردست مشرقی طاقت بن کر دنیا کے سامنے آیا اور شمالی کوریا کی کمیونسٹ ریاست نے جنوبی کوریا پر حملہ کر کے کوریا کی حالت کو اتنا نازک بنا دیا کہ تیسری عالمگیر جنگ کے چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا اور یہ خطرہ پکار پکار کر اس نازک حالت کی تصدیق کر رہا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بتائی گئی تھی کہ "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"

تقسیم بنگال

اسی طرح سیاسی انقلاب سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی بنگال کے بارے میں بھی ہے جبکہ لارڈ کرزن کے زمانہ میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک مشرقی بنگال و آسام۔ اور دوسرے مغربی بنگال۔ اس تقسیم کے خلاف بنگالیوں نے بہت زور لگایا مگر ان کی ایک نہ سنی گئی۔ لارڈ کرزن اور

ان کے بعد لارڈ منٹو اور کچھر ولایت میں پارلیمنٹ کے اندر وزراء نے صاف جواب دے دیا کہ یہ معاملہ قطعی طور پر تنسیخ ہو چکا ہے۔ اب بدل نہیں سکتا۔ آخر کار بنگالی قطعاً مایوس ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام یہ خبر دے رہا تھا کہ

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہو گی۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم۔ بدر ریویو آف ریلیجنز اور اسی طرح اخبار انڈین مرر (INDIAN MIRROR) کلکتہ میں شائع کر دیا گیا تھا۔

حضرات! غور کرنے کی بات ہے کہ بنگال کی تقسیم میں تبدیلی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ایسی ناممکن بات کو ممکن بنانے اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ خدا قادر ہے کہ عدم سے اسباب پیدا کر کے اپنی بات پوری کرے خدا تعالیٰ نے ملک معظم جارج پنجم کے دل میں یہ تحریک ڈالی کہ وہ اپنی تاجپوشی کا جشن بذاتِ خود ہندوستان کے قدیم پایہ تخت دہلی میں منائیں حالانکہ اس وقت تک انگلستان کا کوئی بادشاہ ہندوستان نہیں آیا تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی بات پوری ہونی تھی اس لئے ۱۲ر دسمبر ۱۹۱۱ء کا دن اس جشنِ تاجپوشی کے لئے مقرر ہوا چنانچہ جارج پنجم خود ہندوستان تشریف لائے اور اس تاریخی دن لاکھوں انسانوں کے سامنے یہ اعلان کیا کہ بنگال کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اس میں یہ ترمیم کی جاتی ہے کہ مشرقی اور مغربی بنگال کو ایک صوبہ بنایا جاتا ہے اور مشرقی بنگال سے آسام کو علیحدہ کر کے الگ صوبہ بنایا جاتا ہے اور پھر بنگالیوں کی مزید دلجوئی اس طرح کی کہ آئندہ بنگال بجائے لیفٹیننٹ گورنر کے گورنر کے ماتحت ہو گا اس طرح اس صوبہ کی اہمیت کو بڑھا دیا

پس تمام دنیا کی توقع کے برخلاف خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کو ایک بظاہر ناممکن الوقوع بات کی اطلاع دی اور یہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی کتنی زبردست دلیل ہے کہ قریباً ۶ سال بعد وہ بات عین پیشگوئی کے مطابق وقوع پذیر ہو گئی

اپنی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی

حاضرین کرام! اب میں آپ کے سامنے وہ پیشگوئیاں بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کی ناکامی اور اپنی جماعت کی کامیابی کے متعلق فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ خبر دی تھی کہ:-

"اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ
وَاِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ"

یعنی میں اس کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا اور میں اس کو ذلیل و رسوا کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔

اسی طرح حضور نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ:-

"اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵)

چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے لے کر موجودہ زمانے کے مخالف علماء تک کی کاوشوں پر نظر کیجئے اور غور کیجئے کہ کس طرح انہوں نے احمدیت کے ننھے پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تمام زوردار تحریکیں سمندر کے جھاگ کی طرح بیٹھ گئیں۔ حضور علیہ السلام نے مخالفین کی ناکامی کے بارے میں بڑی ہی تحدی کے ساتھ فرمایا کہ:-

"اے لوگو! یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔"

(اربعین ۳ صفحہ ۱۶)

اور آج یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ہم سب پر واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل بظاہر پہاڑ جیسی شخصیتیں رکھنے والے علماء احمدیت کو نیست و نابود کر دینے کے ہر ممکن وسائل کو اختیار کر کے بھی ناکام و نامراد ہوئے اور احمدیت کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے روز افزوں ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ اسی بات کے پیش نظر پیچ و تاب کھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ایک کٹر مخالف مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور اپنے ساتھ یہ المنیر میں اس حق گوئی پر مجبور ہوئے کہ:-

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ۔ دیانت۔ خلوص علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصورپوری۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں .... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام تر کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔"

(المنبر لائلپور ۲۳ر فروری ۱۹۵۶ء)

(باقی)

خصوصی دعا کی تحریک

۲۶ر جنوری کے اخبار Statesman میں Joseph Toynbee کا ایک دلآزار مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارہ میں شائع ہوا تھا جس کے متعلق احبابِ جماعت کا یہ مشورہ تھا کہ اس کا علمی جواب فوری طور پر جماعت کی طرف سے شائع کیا جائے۔ چنانچہ اس کا جواب انگریزی میں مرتب کر لیا گیا (خاکسار اور مکرم سید محمد نور عالم صاحب نائب امیر جماعت اور مکرم مسٹر شرق علی صاحب کی اجتماعی کوشش سے) یہ رسالہ قریباً ۲۸ صفحات کا ہو گا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے اور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اور معترضین کو اپنے مذموم ارادوں میں ناکام بنائے اور حضور کے ارفع مقام کو سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کلکتہ

جملہ سیکرٹریان وقفِ جدید متوجہ ہوں

سیکرٹریانِ وقفِ جدید کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ:-

۱۔ تمام احباب سے وعدہ جات حاصل کریں ۲۔ ہر ماہ یا ہر فصل پر اس کے مطابق وصولی کریں

۳۔ مرکز کو نام بنام تفصیل سے آگاہ فرمائیں کہ کس دوست کی طرف سے کس قدر وعدہ تھا اور ان کے وعدے کے مطابق کتنی وصولی ہوئی؟

۴۔ اطفال کی طرف سے الگ سیکرٹری مقرر کیا جائے۔ اور تمام اطفال کے وعدہ جات الگ مرکز میں بھجوائے جائیں۔ سیکرٹری اطفال کا کام یہ ہے کہ بچوں کی تعداد کے مطابق نام بنام ان اطفال کے چندہ جات کی تفصیل سے مرکز کو آگاہ کرے

۵۔ مقامی لجنہ اماء اللہ کا چندہ سیکرٹری صاحب مال کو رسید بک پر جمع کر کے افسر صاحب خزانہ کے نام بھجوایا جائے اور کوپن پر صراحت سے یہ لکھا جاوے کہ یہ وقفِ جدید کا چندہ ہے۔ اس کی تفصیل دفتر ہذا میں ارسال فرمائی جائے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلانِ نکاح:- مورخہ ۸ر تبلیغ (فروری) بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی بشارت احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم جموں کا نکاح عزیزہ امۃ النسیم ثانی بنت خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی اودھم پور جموں کے ساتھ بعوض ۳۰۰۰ روپے حق مہر پڑھایا۔ بدر کی ایک گزشتہ اشاعت میں یہ اعلان شائع ہو چکا ہے مگر کتابت کی غلطی سے لڑکی کا نام غلط (امۃ النعیم) چھپ گیا تھا۔ درست نام امۃ النسیم ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں

ایڈیٹر

آخری قسط

احمدیہ جماعت — غیروں کی نظر میں

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دورِ حاضرہ میں تمام مذہبی اور غیر مذہبی دنیا کو اللہ تعالیٰ سے علم پاکر جھنجھوڑا ہے جس کے نتیجہ میں اقوامِ عالم پہلے استہزا سے پیش آئیں پھر شدید مخالفت کی۔ پھر لمبے تجربہ کے بعد آج یہ اقوام بہت حد تک حقیقت کو سمجھنے لگی ہیں اور ہر قوم کے مدبرین آج حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ لیکن دورِ حاضرہ کی تہذیب کی علمبردار درحقیقت عیسائیت ہے اس لئے سب سے زیادہ ذمہ داری بھی عیسائی دوستوں پر ہی عاید ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیادہ سخت الفاظ میں بھی عیسائیت کو ہی جھنجھوڑا ہے۔ چنانچہ اب عیسائی مفکرین بھی جماعت احمدیہ کے موقف کو سمجھ کر حقیقت کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔

ہیگ کا ایک کثیر الاشاعت اخبار اپنے پرچہ ۲ ر ستمبر ۱۹۵۸ء میں لکھتا ہے:-

"اسلام کسی ایک خاص قوم یا علاقہ کا مذہب نہیں ہے اور موجودہ عالمی مشکلات کا حل اسی میں مضمر ہے۔ .... اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ بارہ سال کے عرصہ میں یورپ نے بہت بڑی تعداد میں اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا مگر یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والوں کی ضرور پیدا ہو گئی ہے۔ جو بہت ہی خوشگوار اور امید افزا ہے"

اسی طرح برطانوی مدبر اور مؤرخ جارج بارڈ شا لکھتے ہیں:-

"مجھے یقین ہے کہ اس صدی کے اختتام پر ساری برطانوی سلطنت ایک اصلاح شدہ اسلام قبول کر لے گی۔ میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دین کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی مذہب، بدلتے ہوئے زمانہ کے مقابل، زندہ اہلیت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے"

پھر یہ مؤرخ پیشگوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہیئے اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمدؐ کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا ہی کل بھی قبول کیا جائے گا"

اس دورِ فتح کے ساتھ افریقن ممالک کا بھی بڑا گہرا ربط اور تعلق ہے۔ گیمبیا جو افریقہ میں ہے اس ملک کے گورنر جنرل اور سربراہ جناب محمد سنگھاٹے صاحب احمدی ہیں جو قادیان آ چکے ہیں اور اسی مقدس سٹیج پر تقریر کر چکے ہیں۔ ان کے وجود سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کے پورا ہونے کا آغاز ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

اس سلسلہ میں سیرالیون کے وزیر رسل ورسائل آر یسل کانڈے بورے کے چند الفاظ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"ایک بہت ہی قلیل عرصہ میں جماعت احمدیہ نے بڑے کارنامے کر دکھائے ہیں تعلیم کے لحاظ سے بہت سے پرائمری سکولوں کے علاوہ سیکنڈری سکول بھی قائم کئے ہیں لوگوں کی خدمت کے لئے احمدی ڈاکٹر تشریف لا رہے ہیں۔ اور لوگوں کی روحانی اصلاح کے لئے مبلغین ملک کے تقریباً ہر حصہ میں موجود ہیں"

(الفضل ۸ ر فروری ۱۹۶۲ء)

اب افریقہ میں جماعت احمدیہ کو اس قدر اہمیت حاصل ہو چکی ہے کہ نومبر ۱۹۶۶ء میں مشرقی افریقہ کے تمام سکولوں کے سینئر کیمبرج کے سالانہ امتحان کے تاریخ کے پرچہ میں ایک سوال یہ بھی پوچھا گیا کہ:-

"مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں اور اثرات بیان کریں"

جماعت احمدیہ آج ایک ایسے دور میں سے گزر رہی ہے کہ مختلف حکومتوں کے سربراہوں اور مدبرین کی بہت سی تحریریں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں جماعت احمدیہ کے بہترین اصولوں اور اس کے مقام عروج کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس سلسلہ کے آخر میں صرف ایک تحریر پیش کی جاتی ہے۔ یہ تحریر ہماری حکومت ہند کی ہے اور اس تحریر کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ ہماری حکومت کا حق ہے کیونکہ خدا کے رسول کا تخت گاہ سرزمین قادیان ہندوستان میں ہی واقع ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے سفیر متعینہ مارشیس کو یہ معلومات بھجوائیں جو مارشیس کے ایک مشہور اخبار میں شائع ہوئیں۔ ہماری حکومت فرماتی ہے:-

"جماعت احمدیہ قادیان ایک مستعد اور باعمل جماعت ہے اور دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اس کی تنظیم بہت مضبوط اور مستحکم ہے ..... جماعت احمدیہ کے مرد سو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں اور ان کی عورتیں پچہتر فی صد پڑھی ہوئی ہیں۔ جو پردہ دار سکولوں میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ جماعت میں باہمی تعاون اور یکجہتی کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ قادیان کے احمدیوں کے سامنے ایک پروگرام ہے جس پر ان کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ سماجی طور پر ان کے اصول پرانے ہیں لیکن وہ جدید طریقوں کو بھی اپنائے ہوئے ہیں۔ اور وہ قادیان میں پرانی یادگاروں کو اب بھی زندگی کے احساس سے دیکھتے ہیں۔ سب احمدی پُرجوش مبلّغ ہیں۔ سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی خالص طور پر غیر جانبدار اور غیر فرقہ وارانہ ہیں اور ہر ایسی گورنمنٹ کی امداد اور اس سے تعاون کرتے ہیں جس کے ماتحت وہ ہیں۔"

(تحریکِ احمدیت صفحہ ۲۷)

بہرحال جماعت احمدیہ اس وقت ایک ایسے دور میں سے گزر رہی ہے جسے ایک قسم کی روحانی فتح کا دور کہنا چاہیئے۔ میں نے بار بار جو "فتح" کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کوئی ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم تیار کر رہے ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ کو ان مادی اسلحہ اور سیاسی ہتھکنڈوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خالص روحانی جماعت ہے جس کی فتوحات بھی روحانی نوعیت کی ہیں جو ملکی۔ نسلی۔ طبقاتی اور فرقہ وارانہ تعصب سے بالکل پاک اور بالا ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا یہ انسان کی بات نہیں خدا کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی"

(فتح اسلام صفحہ ۸)

جماعت احمدیہ جس عظیم الشان دور میں سے گزر رہی ہے یہ دور ہر روحانی جماعت پر آیا کرتا ہے۔ اس دور میں جماعت کے وجود کو تسلیم کر لیا جاتا ہے اور غیروں کی نگاہ میں الٰہی جماعت کا کام بہت مقبول اور قابلِ تقلید اور قابلِ قدر دکھائی دینے لگتا ہے اور غیروں میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے جو جماعت کے کارناموں کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس دور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (الحجر ع ۱)

یعنی جن لوگوں نے (اس صداقت کا) انکار کیا ہے وہ بسا اوقات آرزو کیا کرتے ہیں کہ کاش وہ بھی اس کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہوتے تو ان کو کھانے پینے اور وقتی سامانوں میں مشغول چھوڑ دے کہ ان کی جھوٹی امیدیں انہیں غافل کرتی رہیں۔ کیونکہ وہ جلد ہی حقیقت معلوم کر لیں گے۔

اس آیت کریمہ کے پہلے حصہ میں اس دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں داخل ہونے کے ساتھ الٰہی جماعتوں کی تقلید کو پسند کیا جاتا ہے۔ اور آخری حصہ میں اس زمانہ کے غیروں کو واضح اور مبہم الفاظ میں انذار کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس موقع پر اقوام موت اور زندگی کے دوراہے پر کھڑی ہو جایا کرتی ہیں کہ یا تو دنیا کے وقتی سامانوں میں مشغول ہو کر الٰہی جماعت سے پہلو تہی اختیار کر کے ایک فیصلہ کن عذاب

کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور یا پھر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح عذاب کے آنے سے پہلے ہی صداقت کو فوج در فوج اور گروہ در گروہ ہو کر قبول کر لیں

جماعت احمدیہ چونکہ اس تیسرے دور میں سے گزر رہی ہے جس کے بعد قبولیت عامہ کا دور مقدر ہے جس کی طرف قرآن کریم کی آیت یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا اشارہ کر رہی ہے۔ یہ دور تو بہ استغفار کے نتیجہ میں اس سے قبل بھی آ سکتا ہے۔ اور یا پھر عذاب کے بعد یہ دور شروع ہو گا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بعض اقوام پر یہ دور خطرناک عذاب سے پہلے آ جائے اور بعض اقوام اس مخصوص عذاب کے بعد یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے دور میں داخل ہوں

مضمون کے اس حصہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ سفر یورپ کافی وشافی روشنی ڈالتا ہے جنہوں نے اسی سفر میں اقوام یورپ کو انذار کرتے ہوئے فرمایا

”پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہو گی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہو گی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پا جائیں گے اور بڑی وضاحت سے پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلدی بڑھ جائے گی۔ اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی“

(امن کا پیغام صفحہ ۱۱)

بہرحال آج دنیا زندگی اور موت کے دوراہے پر کھڑی ہو گئی ہے یا تو خدا تعالیٰ سے صلح کرنے اور یا تباہی کے لئے تیار ہو جائے۔ اور قرآن کریم کی اس آیت کے آخری حصہ میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کا حالیہ دورۂ یورپ اپنے اندر بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ باوجود اس کے کہ حضور نے اس دورہ میں یورپ کو اچھی طرح جھنجھوڑا ہے یورپ کے مدبرین نے نہایت خندہ پیشانی سے حضور کے پیغام کو سنا۔ اپنے اخبارات میں شائع کیا۔ ریڈیو پر نشر کیا۔ اور ٹیلیویژن پر دکھایا۔ اور بڑے ہی احترام سے پیش آئے۔ اس موقعہ پر ہالینڈ کے ایک مشہور اخبار کا اقتباس سناتا ہوں وہ لکھتا ہے:-

”سفید پگڑی اور سفید بھرپور داڑھی کے علاوہ جو آپ کے چہرہ پر سجی ہوئی تھی آپ کے چہرہ پر اطمینان کی جھلک نمایاں تھی۔ اور نگاہوں میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔ ان کا یقین ہے کہ اسلام ہی امن کا علمبردار ہے اور احمدیت اس زمانے کے لئے اللہ کا پیغام ہے اور ان کے نزدیک مغرب کی نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔ اگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ انسان ایٹم بم اور سائنس کے بل بوتے پر بہت کچھ کر سکتا ہے مگر ان طاقتوں سے انسان کے دل کی کیفیتوں کو نہیں بدلا جا سکتا۔“

(تحریک جدید جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ ۶۲)

احباب کرام! جماعت احمدیہ کو جب دنیا نے تمسخر اور استہزاء کی نگاہ سے دیکھا تو ایک مقدس نعش کے پاس کھڑے ہو کر ایک مقدس بچہ نے ایک عہد کیا تھا وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھا تب اس عہد کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق پہلی جنگ عظیم کے ذریعہ سے خدا کا جلالی ظاہر ہوا۔ اور دوسری طرف جماعت احمدیہ ایک آزمائشی دور میں داخل ہو گئی۔ اور تمسخر اور استہزاء نے منظم اور شدید ترین مخالفت کا رنگ پکڑ لیا۔ تب اس موعود خلیفہ نے تحریک جدید کے ذریعہ سے اپنے عہد کو دوہرایا جس کے بعد دوسری جنگ عالمگیر کے ذریعہ سے جلال الٰہی کا ظہور ہوا اور دوسری طرف تحریک جدید کے انیس سالہ دور کے خاتمہ پر جماعت احمدیہ ایک تیسرے دور میں داخل ہو گئی جسے ایک

نئتم کی فتح کا دور کہنا چاہیئے۔ تب اس مقدس المصلح الموعود نے تیسری مرتبہ اپنے عہد کو دوہرایا اور وقف جدید کی بنیاد رکھی جس کے بعد ایک تیسری جنگ بے نظیر کے ذریعہ سے جلال الٰہی کا ظہور ہو گا اور دوسری طرف قرآن کریم کے الفاظ میں

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا

کا فیصلہ کن دور جماعت احمدیہ کیلئے شروع ہو جائے گا۔ آج جو نیا بچہ جماعت احمدیہ میں پیدا ہوتا ہے اس بچہ کو مقدس نافلہ اور موعود خلیفہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے ساتھ وابستہ فرما دیا ہے اور یہ بچے جب اپنے عنفوان شباب کو پہنچیں گے تو ایک ایسے دور میں آنکھیں کھولیں گے جبکہ دنیا کی قومیں فوج در فوج ہو کر اور گروہ در گروہ ہو کر جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہی ہوں گی۔ اور دنیا سمجھ جائے گی کہ جماعت احمدیہ کا مقصد وحید یہ ہے کہ مخلوق خدا اپنے خالق اور رب کو پہچان لے اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حالیہ دورۂ یورپ کے موقعہ پر لنڈن میں قیام کے دوران تعلیم الاسلام سنڈے سکول کا معائنہ کرتے ہوئے احمدی بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

”آئندہ روشن مستقبل صرف احمدی بچوں کا ہو گا۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ساری دنیا کو ہدایت دے گا۔ اور دنیا کی سب سے زیادہ دولت بھی تمہیں دیگا یہ الٰہی وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے احمدی بچوں سے کر رکھا ہے جب بچے بڑے ہوں گے اور ان کی عمر ۲۵ سال کے قریب ہو گی تو اس وقت یہ دنیا بدل چکی ہو گی اور (انشاء اللہ) یہاں صرف احمدیت کی دنیا نظر آئے گی اور پھر وہی لوگ عزت پائیں گے جو سچے احمدی ہوں گے“

(تحریک جدید جنوری ۱۹۶۸ء)

احباب کرام! اب میں اپنی تقریر کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے مقدس الفاظ پر ختم کرتا ہوں،

حضور فرماتے ہیں:-

”اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پران کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں غایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔۔۔۔۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(تذکرۃ الشہادتین)

حضور فرماتے ہیں:-

”دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۵)

پھر حضور فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن ضرور پورا ہو گا“ (تجلیات الٰہیہ)

ختم شد

اُذکروا موتاکم بالخیر

حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضؓ

از مکرم قریشی محمد عقیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب رضؓ شاہجہانپوری جن کا انتقال بتاریخ ۸ 1/69 ربوہ میں ہوا۔ میرے والد حاجی عبدالقدیر صاحب کے عزیز ترین دوست تھے۔ والد مرحوم کا کوئی سگا بھائی نہیں تھا مگر اس کمی کو حضرت حافظ صاحب نے پورا کر دیا تھا اور اسی لئے ہم بچپن سے انہیں چچا میاں کہہ کر پکارتے تھے۔ دونوں بھائیوں کی باہمی محبت اور خلوص ایک مثالی چیز تھی۔ میں اور میرے منجھلے بھائی حافظ عبدالجلیل صاحب جو آجکل ناظم آباد کراچی میں مقیم ہیں، ابتدا سے ہی حضرت چچا میاں کے زیر تربیت رہے جب کچھ ہوش سنبھالا تو ہماری پڑھائی شروع ہو گئی۔ اور قرآن شریف ہمیں حضرت چچا میاں نے ہی پڑھایا۔ دہرانا پڑا نہ رٹوانا کچھ بھی نہیں ہوا۔ مگر اتنا یاد ہے کہ قرآن کریم ختم کر لینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "تحفۂ گولڑویہ" جو بڑی تقطیع اور جلی حروف میں چھپی ہوئی تھی۔ ہمارے سامنے رکھ دی گئی اور حکم ہوا کہ پڑھو۔ ایک چھوٹا سا جھانکڑ دو تین شاخوں والا ہاتھ میں تھا۔ جس کے استعمال کی نوبت نہیں آئی۔ اور ہم اس کتاب کو پڑھنے لگے۔ گویا قرآن شریف پورا پڑھ لینا ہی اردو کی تحریرات پڑھ لینے کے لئے کافی تھا یہ تھا آپ کا طریقِ تعلیم۔

ہم دونوں بھائی تو خیر چھوٹی عمر کے تھے، بہت سے معمر بزرگ بھی آپ کے پاس حصولِ تعلیم کے لئے آتے اور علم کے اس بحرِ بے کراں سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق جھولیاں بھر کر لے جاتے۔

ہمارے چچا میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الواقع خدا ہی کے تھے۔ انہیں اپنے مولا سے غایت درجہ کا عشق تھا تمام عمر اسی کی یاد اور اسی کے نام کو بلند کرنے میں گزاری۔ خدا تعالیٰ کے بعد ان کا دل سرورِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھا اور کیوں نہ ہوتا جب کہ وہ عظیم المرتبت آقائے نامدار ان کے محبوب حقیقی کا محبوب اور مقرب بندہ تھا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ابدی اور جاں افروز تعلیم کو خدا تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچانا ہی ان کا شیوہ تھا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام جن کو خدا تعالیٰ نے موجودہ پُر آشوب زمانہ میں گم کردہ راہ مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا، کی بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد تو ان کا وجود ہی مجسّم تبلیغ ہدایت بن کر رہ گیا یہی ان کا پیشہ اور یہی اوڑھنا بچھونا تھا۔ اللّٰھُمَّ ارحمہ وَاغفِرلَہٗ

حضرت المصلح الموعود رضؓ جب لاہور سے ربوہ تشریف لے جانے لگے تو حضور پُر نور نے حضرت چچا میاں کو فرمایا کہ حافظ صاحب! بے شک آپ میرے ہمراہ ہی ربوہ چلیں۔ لیکن میرے نزدیک آپ کا وجود یہاں زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ آقا کا اشارہ ملتے ہی موصوف نے رختِ سفر کھول ڈالا۔ اور جب تک حضور نے دوبارہ ربوہ نہیں بلایا جودھامل بلڈنگ لاہور میں مقیم رہے۔ خلیفۂ وقت سے آپ کا جو مخصوص روحانی تعلق تھا۔ اور اطاعت خلیفہ کا جو بے مثال جذبہ آپ کے دل میں موجزن تھا۔ اس کی ایک معمولی سی جھلک اس چھوٹے سے واقعہ میں نظر آجاتی ہے

ایک اور واقعہ جس نے میرے شعور پر اپنے اَن مٹ اثرات چھوڑے ہیں۔ اور جس کا ذکر کئے بنا میں رہ نہیں سکتا یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء میں خاکسار حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات، ربوہ کی زیارت اور عزیزوں سے ملاقات کے لئے پاکستان گیا۔ دل میں ایک خواہش یہ بھی تھی کہ کچھ عرصہ کے لئے چچا میاں کو وطن لے آؤں۔ کیونکہ گھر والے اور خصوصاً بچے حضرت چچا میاں کی دید کے لئے بیتاب تھے۔ ربوہ پہنچتے ہی پہلے دن دردولت پر حاضری دی تو حضرت چچا میاں کے کمرے میں متلاشیانِ حق و صداقت کا ایک جمِ غفیر پایا۔ آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور مدعا بیان کرنا چاہا تو توقف کرنے کو اشارہ کر دیا۔ میں ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور کافی دیر تک سلسلۂ گفتگو کے ختم ہونے کا انتظار کرتا رہا مگر آپ نے گھر والوں کے حالات سننے کی بجائے متلاشیانِ حق و صداقت کو پیغامِ حق پہنچانے کو ترجیح دی۔ اور اپنی دھن میں لگے رہے میں چونکہ بچپن سے ہی اس رویہ کا خوگر تھا کہ والدہ مرحومہ دوپہر کا کھانا مردانہ میں بھیج دیتیں تو اکثر فرصت نہ ملنے کی وجہ سے کھانا اسی طرح شام کو واپس آجاتا۔ شام کا کھانا بھی کبھی تو آپ گھر میں تناول فرماتے اور کبھی ہمارے گھر میں ہی۔ دورانِ گفتگو میں شام ہو جاتی۔ اور آپ ہمارے ساتھ کھانا کھا لیتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب سلسلۂ کلام جاری ہو اس کے مقابلہ میں کسی بات اور ضرورت کو ترجیح نہ دیتے تھے۔

قصہ کوتاہ، اس وقت کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود مجھے بات کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ بہت دیر انتظار کرنے کے بعد آگے بڑھا۔ مصافحہ کیا اور واپسی کی اجازت چاہی تو فرمانے لگے شام کے آٹھ بجے پھر آجانا۔ جب الحکم خاکسار شام کو مقررہ وقت پر پھر پہنچ گیا۔ کمرہ خالی تھا اور آپ بستر پر لیٹے استراحت فرما رہے تھے۔ کمزوری اور ضعف بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ آہستگی سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا میں آپ کی مسہری کی پٹی پر ہی بیٹھ گیا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ قدرے درشتی سے فرمایا یہ ذکر مت کرو۔ میں سفر کے قابل نہیں ہوں۔ میں نے سمجھا کہ آپ ابھی اپنی کمزوری اور نقاہت کے باعث گریز کر رہے ہیں عرض کیا کہ میں مکمل بندوبست کر کے آیا ہوں۔ سفر میں آپ کو ہرگز کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اور انشاء اللہ آپ بڑے آرام سے گھر پہنچیں گے۔ یہ سنتے ہی آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آواز بھرا گئی۔ فرمانے لگے میں نے اپنے آقا کے ساتھ ہجرت کی ہے جب تک ان کی معیت نہ ہو میں کیونکر وطن کا منہ دیکھ سکتا ہوں اب یہ ذکر بھی مت کرو۔ یہ تھی حقیقی فدائیت اور یہ تھا حقیقی احترام خلافتِ حقہ کا جو آپ کے رگ و پے میں بسا ہوا تھا۔

مارچ ۱۹۴۷ء میں حضرت اقدس المصلح الموعود رضؓ نے آپ کو کشمیر جانے کا حکم دیا آپ ہم سب سے ملنے اور سفر کی تیاری کرنے کی غرض سے شاہجہانپور تشریف لائے کچھ دن ٹھہرے اور سامان لے کر واپس قادیان چلے گئے۔ کشمیر جانے کا موقع تو نہ آیا ہاں دیارِ مسیح پاکؑ سے ہجرت کرنا پڑ گئی۔ لاہور پہنچتے ہی صحت گرنی شروع ہو گئی۔ لاہور میں قیام کا یہ عرصہ قریباً بیماری میں ہی گزرا۔ جب کمزوری زیادہ ہو گئی تو حضور نے آپ کو ربوہ بلا لیا جہاں آپ نے اپنے خواہرزادہ منشی عبدالباسط صاحب مرحوم ابن مکرم حضرت سید مہدی حسین رضؓ کے ہاں رہائش اختیار کی۔ عبدالباسط صاحب مرحوم کو آپ کے ہمشیرہ زادہ مولوی سید محمد ہاشم صاحب بخاری کی دخترِ نیک اختر بیاہی ہوئی تھیں دونوں میاں بیوی نے اپنے محترم بزرگوں کی کما حقہٗ خدمت سرانجام دی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ عزیز عبدالباسط مرحوم کی وفات کے بعد برادرم مولوی محمد ہاشم صاحب بخاری کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت کا شرف بخشا۔ سلسلہ کی طرف سے بھی علاج معالجہ اور دیگر ضروریات کا پورا بندوبست ہوتا رہا۔ آپ کی بزرگی جماعت میں مسلّم تھی۔ میری نگاہ میں بہت سے ایسے حضرات آئے جو آپ کی ذاتِ گرامی کی قدر و منزلت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کی گوناگوں خدمات کا سرانجام دینا اپنے لئے باعثِ صد افتخار سمجھتے تھے۔ مرض کے شدید حملے ہوتے رہے اور بہت دفعہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ کا جانبر ہونا دشوار نظر آنے لگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جب تک چاہا اپنے بندوں کے لئے انہیں محفوظ رکھا اور جب وقت پورا ہو گیا تو اپنے پاس بلا لیا۔ اور اس طرح خدا کا یہ محبوب بندہ ہمیشہ کے لئے اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس چلا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قربِ خاص میں جگہ دے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں تلے بیٹھنے کی سعادت عطا فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔
آمین یا ارحم الراحمین

موصی صاحبان توجّہ فرمائیں

موجودہ مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو رہا دفتر ھٰذا کی طرف سے تمام بقایا داران کو بقایا کی ادائیگی کے لئے توجہ دلائی جا رہی ہے اور انفرادی طور پر خطوط لکھے جا رہے ہیں۔ ان سب سے درخواست ہے کہ اپنے بقایا جلد ادا فرمادیں
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مشرقِ بعید کا تبلیغی جائزہ

بقیہ صفحہ اوّل

اس کے نتیجہ میں جاپان اپنی طاقت کو سمجھا تھا۔ شہنشاہ نے بذاتِ خود اپنی رعایا میں اعلان کر دیا کہ اسے خدائی سے کوئی تعلق نہیں یعنی وہ دیوتا نہ تھا۔ چند ہی روز میں ذہنی رجحانات کی دنیا ہو ہو کر اڑ گئی اس کا بدل کیا تھا یا کیا ہوگا؟ یہ ہے وہ روحانی مشکل جو آج جاپانیوں کو درپیش ہے۔"

شہنشاہ کے اس اعلان نے کہ وہ خدا یا خدائی کا مظہر نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست پیشگوئی کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں :-

"یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ، تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۹)

یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے وقت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک صرف جاپان ہی جزائر کا ایک ایسا مجموعہ تھا جس کا سربراہ خدا مانا جاتا تھا گویا دنیا میں صرف اور صرف جاپان ہی کا شہنشاہ مصنوعی خدا تھا اور خود اس مصنوعی خدا نے مصیبت کے وقت میں نہ صرف یہ اعلان کر دیا کہ وہ بیکس اور بے بس تھا اور کسی کی مدد نہ کر سکتا تھا بلکہ یہ بھی اعلان کر دیا کہ اب سے اسے کوئی شخص خدا نہ مانے۔

جاپان میں مذہبی رجحانات

جاپانیوں کے متعلق یہ خیال کہ ان کی اکثریت بیک وقت بدھ ازم، کنفیوشزم اور شنٹو ازم کو اپناتی ہے کم از کم اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی روحانی اور جسمانی زندگی کی بہتری کیلئے جو کچھ جہاں سے ملے لینے کیلئے تیار ہیں۔ ان کے فرقوں کی بہتات سے بھی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ روحانی تشنگی محسوس کرتے ہیں اور ہمیشہ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ یہ تشنگی کیسے اور کہاں سے بجھے گی۔ جاپان میں ایک فرقہ جس کا نام تینری (Tanri) ہے، کے معتقدات میں توحید کی کچھ جھلک نظر آتی ہے اس فرقہ کے نام کے معنی ہیں "آسمان کا مذہب"۔ ٹائن بی کا کہنا ہے کہ چونکہ یہ عیسائیت کے عقیدہ الوہیت سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے یہ فرقہ عیسائیت سے متاثر معلوم دیتا ہے۔ لیکن یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے کیونکہ عیسائیت تو تین خداؤں کی تعلیم دیتی ہے خدا کی وحدانیت کی تعلیم تو اسلام کا خاصہ ہے اس لئے اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو یہ کہ تینری فرقہ کا یہ عقیدہ کسی حد تک اسلامی عقیدے سے مشابہ ہے اور عیسائیت سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

عیسائیت کی کوششیں

بدھ ازم اور کنفیوشزم تو چھٹی صدی عیسوی میں جاپان پہنچ گئے تھے لیکن عیسائیت سولہویں صدی میں جاپان پہنچی۔ اور ایک سو سال سے کم عرصہ وہاں رہ کر ملک بدر کر دی گئی۔ اور پھر اس کے بعد انیسویں صدی میں دوبارہ عیسائیت کو جاپان میں جانے کا موقع ملا۔ عیسائیوں کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق پہلی دفعہ جب عیسائیت کی جاپان میں تبلیغ ہوئی تو تقریباً ایک سو سال کے عرصہ میں دو لاکھ کے قریب لوگ اس سے وابستہ ہوئے۔ کئی وجوہات کی بنا پر یہ اندازہ درست ثابت نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی پادریوں نے تبلیغ سے زیادہ سیاسی ریشہ دوانیوں میں حصہ لیا اور ملکی معاملات میں اس طرح دخل اندازی شروع کی۔ اس کے نتیجہ میں ہڈے یوشی (Hideyoshi) نے پادریوں پر بعض کڑی پابندیاں لگا دیں چنانچہ ان پابندیوں سے مجبور ہو کر پادریوں کو ملک چھوڑنا پڑا۔ ۱۶۳۷ء کی ملکی بغاوت کے بعد پادریوں کے داخلے اور ان کی حرکات پر مزید پابندیاں لگا دی گئیں اور اس طرح عیسائیت کی تبلیغ کا خاتمہ ہوا۔ انیسویں صدی میں ایک امریکن سفیر Commodore Perry نے جاپان کی حکومت سے بعض تجارتی مراعات کی درخواست کی جس پر غور و فکر کرنے کے بعد حکومت نے یہ مراعات دینا منظور کر لیا۔ امریکہ کے ساتھ روس، انگلستان، فرانس اور ہالینڈ کو بھی تجارتی مراعات مل گئیں۔ تاجروں نے ان مراعات سے جو فائدہ اٹھانا تھا وہ اٹھایا ہی لیکن پادریوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بلا تاخیر اپنے مشن کھولنے شروع کر دیئے سب سے پہلے پراٹسٹنٹ فرقہ نے ۱۸۵۹ء میں اپنا مشن جاری کیا اس کے چند سال بعد جب جاگیرداری کا نظام ڈھیلا پڑنا شروع ہوا تو مختلف ملکی اصلاحات کے ساتھ ساتھ یہ تبدیلی بھی ہوئی کہ عیسائیت کی تبلیغ کی عام اجازت ہو گئی اور ۱۸۷۳ء میں عیسائی مشنوں کو سکول جاری کرنے اور لٹریچر چھاپنے کی بھی اجازت مل گئی۔ یہ اجازت ملتے ہی نیا عہد نامہ اور پرانا عہد نامہ ترجمہ کر کے چھاپنے کے انتظامات شروع کر دیئے گئے چنانچہ ۱۸۷۱ء میں نیا عہد نامہ اور ۱۸۸۶ء میں پرانا عہد نامہ چھپ کر تیار ہو گیا۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۹ء تک یورپ کی تقلید کا زور رہا۔ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں متعدد تبدیلیاں ہوئیں انہی ایام میں عیسائیت کی تبلیغ بھی پہلے سے زیادہ وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ اگرچہ اس وقت تک تبلیغ کی اجازت تو تھی لیکن اس سلسلہ میں ملکی قانون کی کوئی ایسی شق نہ تھی جس کے تحت اس اجازت کی حفاظت کی جا سکے۔ ۱۸۸۹ء میں ملکی میں مذہبی آزادی کی شق کو داخل کر دیا گیا جو اعداد و شمار میسر آسکے ہیں ان کی رو سے جاپان میں تقریباً ۱۵۲۱ اگرچہ میں اور تین لاکھ اٹھارہ ہزار عیسائی۔ یہ اعداد و شمار خود عیسائیوں کے شائع کردہ ہیں مگر درست معلوم نہیں دیتے بہرحال اعداد و شمار چاہے کچھ بھی ظاہر کئے جائیں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جاپان میں عیسائیت کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔

روحانی تشنگی

وطن پرستی کے جذبہ کے تحت جاپانی یقیناً کسی ایسے مذہب کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے جو انہیں کسی بڑی بیرونی طاقت کا زیر نگیں بنا دے اور نہ ہی وہ کسی ایسے مذہب کو مان سکتے ہیں جو زندگی کے مختلف شعبوں کے مسائل حل کرنے سے قاصر ہو۔ پروفیسر ٹائن بی عیسائیت کی اشاعت کے متعلق لکھتے ہیں :-

"اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ جاپانی لوگ کوئی بڑی تعداد میں عیسائیت قبول کریں گے"

نیز وہ لکھتے ہیں کہ :-

"جاپان میں موجودہ مذہبی خلا ممکن ہے کافی دیر تک جاری رہے لیکن جاپانیوں نے روحانی زندگی کی خوراک کی تلاش شروع کر رکھی ہے"

تلاش واقعی جاری ہے روحانی تشنگی پہلے سے بڑھ چکی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت آن پہنچا ہے کہ وہ منزل سے جلد ہمکنار ہو جائیں اور یہ ذمہ داری ہم پر عاید ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس ملک میں قائم کریں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام عرب سے چل کر چین تک تو پہنچا لیکن اس کے پہلو میں بسنے والوں یعنی جاپانیوں تک اسلامی تعلیم اب تک نہ پہنچ سکی اور جہاں تک تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ابتداء سے لیکر اب تک شرک کی تعلیم جاری رہی یہ اسلئے ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدا کردہ جماعت کے ذریعہ اس ملک میں بھی توحید خالص کی تبلیغ ہو۔

جاپان میں تبلیغ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے چند ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاپان میں تبلیغ اسلام کے متعلق ۱۹۰۵ء میں بعض اصولی ہدایات فرمائی ہیں اب جبکہ جاپان میں باقاعدہ مشن کھولنے کا فیصلہ ہو چکا ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت ان ہدایات کی روشنی میں عملی قدم اٹھانے کیلئے تیار رہے حضور نے فرمایا کہ :-

"جاپان میں اشاعت اسلام کے لئے ایک ایسی جامع کتاب تیار کی جائے جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کی جائے اور یہ کتاب ایسی ہو کہ انہیں اسلام کی مکمل تصویر ہو پھر اس کتاب میں تمام اصول و فروع اور اخلاقی حالت کا بھی ذکر ہونا چاہیئے۔ یہ مستند کتاب ہو جسے پڑھ کر وہ لوگ دوسری کتب کے محتاج نہ رہیں۔

(۲) کتاب کے ترجمہ کیلئے فصیح و بلیغ جاپانی کی خدمات حاصل کی جائیں

(۳) اس مشن کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے حضور علیہ السلام نے رہنمائی بھی فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں:-

"ہاں اشاعت اسلام کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اس پر اگر وہ روپیہ جو بینکوں کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جائے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے وہ حرام نہیں ہے۔ جیسے میں نے ابھی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو تو وہ جہاد میں خرچ کرنا جائز ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ بلا تکلف سمجھ میں آجاتی ہیں کیونکہ بالکل صاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سؤر کو حرام کیا ہے لیکن ہاں فرماتا ہے جب اضطراری حالت میں محض اپنی جان بچانے کی خاطر سؤر کا کھانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت میں کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور اس کی جان پر آ بنی ہے اس کی جان بچانے کیلئے محض اعلائے کلمۂ اسلام کیلئے سود کا روپیہ خرچ نہیں ہو سکتا؟ میرے نزدیک یقیناً ہو سکتا ہے اور خرچ کرنا چاہیئے"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۱)

۱۹۰۵ء میں ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جاپان میں تبلیغ اسلام کے متعلق ذکر کیا جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

"اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرے گا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا۔ بلکہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان اگر ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ تو ایسا انسان منافق ہے۔ اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے"

(اخبار البدر ۹ ۲ جون ۱۹۰۵ء)

(باقی)

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دے ——— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۵۹ - مَیں صبیحہ بانو اہلیہ احمد عبد الحمید صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاک خانہ و ضلع حیدر آباد۔ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{1}{69}$ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری ذاتی منقولہ یا غیر منقولہ کوئی کسی قسم کی جائداد نہیں ہے۔ زیور بشکل نکلس انگوٹھی (ایک عدد) اور ایر رنگس یہ سب جملہ ایک سیٹ ہے جس کی مالیت تقریباً -/۴۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور سونے کا لاکٹ ہے وزنی پون تولہ جس کی مالیت تقریباً -/۱۵۰ روپے ہے۔ اس طرح جملہ زیورات کی مالیت -/۵۵۰ ہے۔ میرا مہر بذمہ خاوند مبلغ -/۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہانہ کوئی آمد نہیں ہے۔ مَیں اپنی کل جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کو دونگی۔

الامۃ صبیحہ بانو مکان نمبر ۸۴۰ - ۳ - ۱۶ حیدر آباد ۲۴ (آندھرا پردیش) گواہ شد یوسف حسین سیکرٹری وصایا و فضلِ عمر فاؤنڈیشن ذو حیدر آباد دکن۔ گواہ شد احمد عبد الحمید قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن شوہر موصیہ۔

وصیت نمبر ۱۳۷۶۰ - مَیں صدیقہ آفتاب تیماپوری زوجہ آفتاب احمد صاحب تیماپوری قوم شیخ پیشہ ملازمہ سرکاری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد دکن صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{1}{69}$ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اس وقت میری جائداد غیر منقولہ کچھ نہیں ہے۔ میں سرکاری ملازمہ ہوں، میری ماہانہ آمدنی -/۱۵۰ روپیہ ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ -/۷۰۰۰ روپیہ سکہ ہند ہے جو میرے شوہر مکرمی آفتاب احمد صاحب تیماپوری کی جانب ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی وصیت کرتی ہوں۔ آئندہ جو بھی میری جائداد پیدا ہوگی، یا میری وفات کے وقت جتنی بھی جائداد ثابت ہو صدر انجمن احمدیہ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک ہوگی۔ اے اللہ تُو ہمارے اعمال میں خیر و برکت عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

نوٹ : مَیں فی الوقت -/۱۵۰۰ روپے کے زیورات کی مالک ہوں اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ صدیقہ آفتاب تیماپوری عالیہ سکول شاہ علی بنڈہ۔ گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نزیل قادیان $\frac{1}{69}$ ۱۲ - گواہ شد ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری مرقوم ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء مطابق ۱۲ صلح ۱۳۴۸ ہش۔

وصیت نمبر ۱۳۷۶۱ - مَیں آفتاب احمد تیماپوری ولد محمد سرمست صاحب قوم شیخ پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاک خانہ و ضلع حیدر آباد۔ صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{1}{69}$ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- ص

اداریہ .... بقیہ صفحہ ۲

لئے تو بیج کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے تعاہد سے غافل نہیں رہتا۔ مگر یہی عقلمند انسان اولاد کی نسبت غفلت کرتا اور اس کی ضرورت و اہمیت کو نظر انداز کر دیتا ہے ——!!

نئی پود قوم کا قیمتی سرمایہ ہے۔ بیدار مغز تاجر ہمیشہ سرمایہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اُسے نفع مند کام پر لگاتا ہے اور اُسے ضائع ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اِس لئے جماعتی لحاظ سے تربیتِ اولاد کا مسئلہ بے حد اہم ہے۔ اس کی طرف توجہ دینا انفرادی اور جماعتی دونوں پہلوؤں سے نہایت ضروری ہے —— اِس سلسلہ میں مقدم ذمہ داری والدین کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ اگر آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے جاری کردہ مجالس اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ کو اپنے یہاں فعال بنا دیں اور ذمہ دار احباب اُن کے پروگراموں میں ذاتی دلچسپی لیتے رہیں تو یہ سب مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں —— وباللّٰہِ التّوفیق ٭

مالی سال کا آخر

عہدیدارانِ کرام اور احبابِ جماعت فوری توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال قریباً ۲ ماہ بعد ۳۰ اپریل کو ختم ہو رہا ہے۔ جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور اس کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ دس ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے اس کا جائزہ لینے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی میں کافی کمی ہے۔ اور کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی بجٹ کے مقابل پر تاحال برائے نام ہوئی ہے۔

دورانِ سال میں عہدیداران کو ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے۔ اور دیگر تحریکات کے ذریعہ بھی متواتر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے۔ اور سلسلہ کی ضروریات کے مطابق قرض لیکر بھی اخراجات کو جاری رکھنا پڑتا ہے۔ اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ لیکن جو جماعتیں اپنے مالی فرض کو سو فیصدی ادا کرنے سے کوتاہی کرتی ہیں، ان کی وجہ سے جو غیر معمولی زیر باری اور مشکلات کی صورت پیش آتی ہے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ خصوصاً تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو جانے کے باعث مرکز قادیان جس دور میں سے گذر رہا ہے اس میں احبابِ جماعت کی اپنے مالی فرائض سے معمولی عدم توجہ بھی غیر معمولی اور ناقابلِ تلافی نقصان اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔

اِس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد درج ذیل کیا جاتا ہے :-

"جو شخص خدا کے دین کی خدمت کیلئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے والے [illegible] کے نزدیک بد ترین وہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام لکھا جاتا ہے۔"

نیز فرمایا :-

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ مَیں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ مَیں خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے [illegible] رہا ہوں۔ اگر تم [illegible] تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کر دے گا۔ مگر مَیں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقع کو غنیمت سمجھو اور خدمتِ اسلام کے لئے اپنے مال [illegible] قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف [illegible] کر اس خدمت میں حصہ لے گا مَیں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دُعا کر چکے ہیں کہ

"اَے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اُسے محفوظ رکھ"!

پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے بھی حصہ ملے گا اور میری دُعاؤں سے بھی"

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احبابِ جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں اپنے قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ص اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی سروے نمبر موازی قریباً دس $\frac{1}{2}$ ایکڑ موضع بھیاریں (تیماپور) تعلقہ شورا پور ضلع گلبرگہ میسور اسٹیٹ جو اگرچہ میرے نام پر ہے لیکن میرے والد صاحب کے کنٹرول میں ہے۔ میرے قبضہ میں جب آئے گی تب مَیں اس کی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ ادا کر دوں گا۔

میری ماہانہ آمدنی مبلغ تین صد ۳۰۰ روپے ہے جس کا $\frac{1}{10}$ حصہ ہر ماہ مَیں ادا کیا کروں گا جو کہ تیس ۳۰ روپے ماہوار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں اس کی آمدنی کا $\frac{1}{10}$ حصہ ہر ماہ ادا کروں گا۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ہوگی اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اے اللہ تُو ہمیں خیر و برکت عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ	ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری پرنسپل عالیہ سکول	سید جعفر حسین نشیر دفتر صدر انجمن
۶۹-۱-۱۱	شاہ علی بنڈہ۔ حیدر آباد دکن ۶۹-۱-۱۱	احمدیہ قادیان ۶۹-۱-۱۱

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ شہادت ۱۳۴۸ ہش (اپریل ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اوّلین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر اُن کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد اُن کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ اُمید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے۔ اِن احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریدار	اسماء خریداران
۱۰۳۰	مکرم مولوی نثار احمد صاحب
۱۰۴۶	" مولوی عبد اللہ صاحب
۱۰۵۰	" ظفر الاسلام صاحب
۱۰۶۷	" شیخ غلام ہادی اینڈ برادرز
۱۰۷۰	" سید غلام مصطفیٰ صاحب
۱۰۸۱	" مولوی غلام نبی صاحب ناظر
۱۰۹۷	" سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۰۹۸	" سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۰۹۹	" سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۱۰۱	مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ
۱۱۰۷	مکرم میاں مظفر الدین صاحب پنجابی
۱۱۱۷	" مسٹر پی۔ ایم خان صاحب
۱۱۱۸	" شبیر احمد صاحب وکیل
۱۱۲۰	" علی اکبر صاحب
۱۱۲۴	" حاجی صاحب پیش امام
۱۱۳۰	" جاوید خورشید صاحب
۱۱۵۱	" پی محمد صاحب۔
۱۱۵۶	" نذیر احمد صاحب عابد
۱۱۶۰	" محمد ادریس صاحب
۱۱۶۴	میسرز ایسٹرن ٹریڈرز
۱۱۶۵	" محمد علی لائبریرین
۱۱۶۸	" ڈی اے احمد صاحب
۱۱۸۴	" چوہدری محمد اشرف صاحب
۱۱۹۳	" ایم محمد عثمان صاحب
۱۲۰۳	" غلام احمد صاحب راتھر
۱۲۱۰	میسرز ہندوستان پیپر مارٹ
۱۳۲۴	مکرمہ نجم النساء صاحبہ
۱۳۶۱	مکرم صدیق امیر علی صاحب
۱۳۶۴	" شریف احمد صاحب
۱۳۸۰	" مولوی اسلم خان صاحب
۱۳۸۴	" مولوی محمد سلیم صاحب
۱۳۹۶	" ایس۔ ایم سرور صاحب
۱۴۳۳	" کے محمد کنجو صاحب
۱۴۹۳	" پروفیسر مصلح الدین صاحب۔
۱۴۹۴	میسرز ارشد برادرز
۱۴۹۵	میسرز مبارک سنز
۱۵۹۲	انجمن احمدیہ دیودرگ
۱۵۹۳	مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب

نمبر خریدار	اسماء خریداران
۱۶۶۶	میسرز آندھرا بیٹری چارجنگ ورکس
۱۶۹۴	لائبریری مسجد احمدیہ
۱۸۰۱	مکرم محمد عثمان صاحب۔
۱۸۰۳	" میاں نذیر حسین صاحب بوہرہ
۱۸۲۲	" محمود احمد صاحب
۱۸۴۱	" مولوی احمد دین صاحب
۱۸۴۳	" ڈاکٹر عبد القدوس صاحب
۱۹۵۹	" چوہدری ننھے خان صاحب۔
۱۹۶۰	" مولوی عبد المالک خان صاحب
۱۹۶۶	" مولوی مرزا رشید احمد صاحب چغتائی

(باقی دیکھیں کالم ۲ صفحہ ہذا)

چندہ وقفِ جدید

مجالس اطفال الاحمدیہ و ناصرات الاحمدیہ متوجہ ہوں

دوستوں کو علم ہوگا کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کی تحریک کو بچوں میں مقبول بنانے اور اُن پر اِس تحریک کی ذمّہ داری ڈالنے کی طرف متواتر توجہ دلائی ہے۔ اور متواتر تحریک فرمائی ہے۔ اب ہر جماعت کے افراد کا فرض ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنے اپنے حلقہ میں سے ہر بچّے سے اس کا وعدہ لیں اور اُن کی فہرستیں بنا کر جلد از جلد دفتر وقفِ جدید قادیان کو ارسال فرماویں۔ یہ کام اِس قدر اہم ہے اور اِس قدر نتیجہ خیز ہے کہ شاید عہدیدار بھی ابھی اس کی اہمیّت کو نہ سمجھیں۔ مگر جُوں جُوں وقت گذرتا جائے گا وہ محسوس کریں گے کہ یہ تحریک آسمانی تھی اور ہے۔ اور یہ کہ اس پر عمل دینی اور دنیوی برکات کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بچّوں کو بھی اور بڑوں کو بھی دِین کی خدمت کے لئے ایک نیا عزم، نیا جوش اور نیا ولولہ عطاء فرمائے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

حسبِ استطاعت ہر صاحبِ احمدی کا فرض ہے کہ اخبار "بدر" خود خرید کر مطالعہ کرے

نمبر خریدار	اسماء خریداران
۱۹۷۷	مکرم چوہدری نیک محمد صاحب
۱۹۷۸	" جمیل احمد صاحب طاہر
۱۸۴۵	" مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۱۲۹۷	" عبد القادر خان صاحب
۱۳۱۹	" کے ایم شیخ صاحب
۱۱۷۳	" قاضی حکیم الدین صاحب۔
۱۲۹۸	" شیخ محمد لطیف صاحب۔
۱۱۱۲	" قریشی الطاف احمد صاحب
۱۶۸۶	" مولوی اکبر صاحب پونچھی۔
۱۹۷۴	" مبارک حسین صاحب

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کار کے

ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 23—5222

For all your requirements

in GUM BOOTS

- STRAIGHT HOSES
- TROLLY WHEELS
- EXTRUDED RUBBER SECTIONS
- RUBBER MOULDED GOODS
- RUBBERISED ROLLERS

AS PER CUSTOMER'S SPECIFICATION

PHONE : 24-3272

GLOBE RUBBER INDUSTRIES
10, PRABHURAM SIRCAR LANE,
CALCUTTA-15